*** تقریر ***

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7منٹ

صبر بھی ایک عبادت ہے

(صبر اور عبادت، رمضان کی دو خوبصورتیاں ہیں)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں صبر کے متعلق فرماتا ہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:18)

اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔

پھر عبادت کے متعلق فرماتا ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5)

کہ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کُندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دِل جلتے ہیں تو جل جانے دو
جو سچے مؤمن بن جاتے ہیں مَوت بھی اُن سے ڈرتی ہے
تُم سچے مؤمن بن جاؤ اور خَوف کو پاس نہ آنے دو

سامعین! آج میری گزارشات کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس تحریرات میں سے ایک مختصر سا نصیحت آموز فقرہ **"صبر بھی ایک عبادت ہے"** ہے۔

آج مَیں نے اِسے موضوعِ سخن اِس لئے بنایا ہے کہ رمضان کی آمد آمد ہے اور صبر اور عبادت کا رمضان سے بہت گہرا تعلق اور میٹھا رشتہ ہے۔اِس مختصر سے فقرہ میں صبر اور عبادت تو قابلِ وضاحت ہیں ہی لیکن لفظ "بھی" بھی قابلِ غور ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں صبر کو عبادتِ الٰہی قرار دیا وہاں دراصل یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ باقی خُلق اور نیکیاں جیسے سچائی، امانت و دیانت، جود و سخا، اتحاد و اتفاق، محبت و اخوت، قناعت و سادگی اور عجز و انکساری وغیرہ پر عمل بھی عبادت کے زُمرہ میں آتا ہے۔ کیونکہ اِن اور اِن جیسی بے شمار نیکیوں کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ صبر سے ہے۔کیونکہ **"صبر"** کے لغوی معنی رُکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کے ہیں اور اپنے نفس کو اُس چیز سے روکنے کے ہیں جس پر رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کرتی ہو۔

وکیپیڈیا میں **صبر** کے معنی یہ لکھے ہیں کہ کسی خوشی، مُصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھنا اور خلافِ شریعت کاموں سے بچنا کے ہیں اور صبر کے شرعی معنی ہیں کسی خوشی، مُصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہنا ہے اور یہی رمضان کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

صبر کی فضیلت میں یہ کہا گیا ہے کہ صبر ایک ایسا عظیم اور اعلیٰ فضیلت والا خُلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی صفات میں تعریف کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔جیسے

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ (الانبیاء:86)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کا بھی ذکر کر۔ وہ) سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔

اور اِسی صبر کو نیک عمل قرار دیتے ہوئے اُس کا پھل یہ بتایا کہ

وَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ (الانبیاء:87)

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے ا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا کہ صبر جیسا عظیم خُلق بہت بُلند حوصلہ رسولوں کی صفات میں رہا ہے اور اے رسول! تجھے بھی اِس خُلق کو اپنانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:36)

پس صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔

حقیقی صبر وہ صبر ہے جو کسی صدمے کی ابتدا سے ہی اختیار کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ عظیم حقیقت بھی بتائی کہ

إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى (صحیح مسلم کتاب الجنائز)

کہ بے شک صبر (تو وہ ہے جو) کسی صدمے کی ابتدا میں کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار ہمیں صبر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جیسے فرمایا:

وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ (النحل:128)

اور تو صبر کر اور تیرا صبر اللہ کے سوا اور کسی کی خاطر نہیں اور تو ان پر غم نہ کر اور تو اس سے تنگی میں نہ پڑ جو وہ مکر کرتے ہیں۔

پھر حکم ہوا۔

فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا (الدھر:25)

پس اپنے ربّ کے حکم (پر عمل) کے لئے مضبوطی سے قائم رہ اور ان میں سے کسی گنہگار اور سخت ناشکرے کی پیروی نہ کر۔

سامعین! ایک صبر کفار، معاندین اور مخالفین کے ظلم پر ہے جس کے متعلق حکم یوں ہے۔

لَتُبۡلَوُنَّ فِىۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ ۚ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ؕ وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ

(ال عمران:187)

تم ضرور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے معاملہ میں آزمائے جاؤ گے اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دِہ باتیں سنو گے۔ اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً یہ ایک بڑا باہمت کام ہے۔

اسی صبر پر "صبر ایّوب" کا محاورہ بولا جاتا ہے اور یہی وہ صبر ہے جس کے متعلق لفظِ "صبر" کے ساتھ اِس کے معنوں میں زور دینے کے لئے اِسی معنوں کے دیگر الفاظ جوڑے جاتے ہیں جیسے صبر و تحمّل، صبر و برداشت، صبر و استقامت، صبر و شکیب اور صبر و شکر وغیرہ

سامعین! صبر اور عبادت کے مفہوم کو ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"صبر بھی ایک عبادت ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر والوں کو وہ بدلیں ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں ہے یعنی اِن پر بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک کی حمایت مَیں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اُسے دُکھ پر دُکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے اور وہ دُکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اِسی طرح ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دُکھ اُٹھانے سے ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شئے نہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 235)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ آزمائشیں یوں ہی عطا نہیں ہوتیں
جو لوگ خاص ہوں وہ آزمائے جاتے ہیں

رمضان کے حوالے سے صبر کا ایک مفہوم یہ ہو گا کہ اپنے آپ کو اور اپنے دیگر ساتھیوں کو نیکوں کی طرف بُلانے اور بُرائیوں سے رُکنے یا روکنے پر پیش آنے والی مشکلات اور مشقتوں کو برداشت کرنا۔ اور صبر کو اللہ تعالیٰ نے، اس کی مدد کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (البقرہ:46)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔

پھر صبر کرنے کے پھل کا ذکر یوں کیا کہ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال:47)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اَلصَّبْرُ ضِیَاءٌ کہ صبر روشنی ہے۔ پھر حدیث قدسی ہے کہ اللہ کا ارشاد ہے: جب مَیں اپنے کسی بندے کو اُس کے جسم، مال یا اولاد کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں وہ اِس پر صبر جمیل کے ساتھ اُس کا استقبال کرے تو قیامت کے دن مجھے حیا آئے گی کہ اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامۂ اعمال کھولوں۔

(نوادر الاصول، الاصل الخامس والثمانون والمائۃ، جلد 2 صفحہ 700)

عبادت کا لغوی، اصطلاحی معنی اور مفہوم کیا ہے؟

سامعین! عبادت عربی زبان کے لفظ "عبد" سے مشتق ہے اور اس کے معنی آخری درجے کی عاجزی و انکساری کے ہے۔ عبادت ایسے فعل کو کہتے ہیں جس سے رب راضی ہو۔ لغت میں لفظِ عبادت کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ عاجزی کے ساتھ اطاعت کرنا۔

امام راغب اصفہانیؒ نے لکھا ہے کہ

العبادۃُ أَبْلَغُ مِنْهَا لِاَنَّهَا غَايَةُ التَّذُلُّلِ (المفردات:319) کہ عبادت عاجزی و فروتنی کی انتہا کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ" اس کے معنی بھی اپنے رب کی اطاعت اور عاجزی سے عبادت کے ہیں اور "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" کے معنی ہیں کہ اے اللہ! ہم خضوع اور عاجزی کے ساتھ تیری اطاعت اور عبادت کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اِس مفہوم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فَاعْبُدِ اللّٰهَ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اِس نیّت سے عبادت کرو کہ جو حکم بھی نازل ہو گا ہم اُس کو بجالائیں گے اور ہر بات جس سے روکا جائے گا ہم اُس سے باز رہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اطاعت کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ اسلام اِسے عبادت قرار ہی نہیں دیتا۔ اگر لمبی لمبی نمازیں پڑھنے والا فحشاء اور مُنکر سے باز نہیں آتا تو اُس کی نمازیں سچّی نمازیں نہ ہوں گی کیونکہ سچّی نماز تو فحشاء اور مُنکر سے روکتی ہے... اَلدِّیْنُ کے معنی تدبیر کے بھی ہیں۔ تو فرمایا۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کہ اللہ کی عبادت اِس طرح کرو کہ تمہاری تمام تدابیر خالصتاً بغیر ریاء اور کھوٹ کے اُسی کے لئے ہے... یاد رکھو کہ جب تک تم اپنی تدابیر کو مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کے ماتحت رکھو گے تو تمہاری عبادتیں قبول ہوں گی اور جب اِن میں اخلاص نہ ہو گا اور اطاعت نہ ہو گی تو یقیناً وہ قبول نہ ہوں گے"

(خطباتِ ناصر جلد اوّل صفحہ 314۔ 316)

عبادت کے معنی بہت وسیع ہیں۔ لکھاہے کہ نفس کی خواہش کے خلاف' اپنے رب کی تعظیم کے لیے مکلّف کا کوئی کام کرنا عبادت ہے۔ عہد کو پورا کرنا' اللہ کی حدود کی حفاظت کرنا' جو مل جائے اس پر راضی رہنا اور جو نہ ملے اس پر صبر کرنا' عبودیت ہے۔

(کتاب التعریفات صفحہ 63)

عبادت کا لفظ توحید اور اطاعت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا۔ (النساء:37) کہ اللہ کو واحد مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

یہ بھی کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ عبادت میں عابد یعنی عبادت کرنے والا انکساری و عاجزی میں اپنے آپ کو انتہا تک پہنچاتا ہے تو معبود یعنی جس کی عبادت کی جا رہی ہو وہ تعظیم کے لحاظ سے اعلیٰ مقام پر تصور کیا جاتا ہے۔

عبادت صرف کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا نام نہیں بلکہ ہر وہ کارِ خیر اور مباح عمل بھی عبادت میں داخل ہے جو خالص اللہ کے لئے کیا جائے اور شریعت کے مطابق کیا جائے، پس سنت پر عمل کرنا بھی عبادت ہے اور 24 گھنٹے کی زندگی میں کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا، والدین کی خدمت کرنا اور تجارت وغیرہ کرنا یہ سب کام عبادت بن سکتے ہیں بشرطیکہ سنت و شریعت کے مطابق انجام دئے جائیں، درود شریف بھی عبادت ہے، ذکر بھی عبادت ہے اور بیوی کے منہ میں نوالہ ڈالنا بھی ایک نیکی اور صدقہ ہے جو عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

سامعین! اب تقریر کے آخری حصہ میں رمضان اور روزہ میں صبر وعبادت کے حوالے سے گفتگو کرنی مقصود ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں فحش بات اور شوروغل سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی روزے دار کو گالی دے یا اُس سے لڑے تو وہ صبر سے کام لے کر صرف اتنا کہے کہ مَیں روزے سے ہوں (بخاری کتاب الصوم) گویا اپنے نفس پر قابو رکھ کر صبر سے کام لینا بھی عبادات میں شامل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے اَور سو لے مگر وہ مخالفتِ نفس کر کے مسجد چلا جاتا ہے تو اِس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے... ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب انسان عارف ہو جاتا ہے تو تمام عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ اِس کے ... یہ معنی ہیں کہ عبادات کی بجا آوری میں اُسے جو تکلیف ہوتی تھی وہ ساقط ہو جاتی ہے۔ اب عبادات محبوباتِ نفس میں شامل ہو گئیں جیسے کھانا پینا وغیرہ اُس کی محبوبات تھیں ایسا ہی نماز روزہ ہو گیا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 246)

رمضان ہی کے لفظ میں صبر اور عبادت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

"رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اَکل و شُرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ رُوحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مِل کر رمضان ہوا۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309-310)

سامعین! ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے ایک ایسے شخص کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا جو مختلف گدّیوں میں گیا اور پیروں اور مشائخ سے مِلا مگر اُسے تسلی نہ ہوئی۔ حضورؑ نے اُسے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

"مَیں نے سمجھ لیا ہے۔ اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہے اُس کے عوارض ہیں۔ دیکھو! آسمان اپنے دُنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر واستقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے۔ کیا زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اِس کے پھل کاٹنے کے فکر میں ہو جاتا ہے یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اِسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت میں اِس قسم کی عُجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں... پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اِس کے کچھ نہیں ہے۔ جو شخص اہل اللہ کے پاس اِس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے۔ یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہیے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 324- 325)

اِسی مضمون کو حضورؑ نے ایک اَور مقام پر یوں بیان فرمایا ہے۔

''بعض لوگ آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں پھونک مارو کہ اولیاء اللہ بن جاویں اور ہمارا سینہ صاف ہو جاوے اور رُوحانی معراج پر پہنچ جاویں اور ہمارے قلب میں پاکیزگی پیدا ہو جائے۔ اِن کو یاد رکھنا چاہیے کہ سب کچھ دُکھوں اور تکالیف کے بعد مِل جاتا ہے اور ضرور مِل جاتا ہے۔ مؤمن کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان دُنیا کے لئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کرلیتا ہے۔ ایک کسان کو ہی دیکھو کہ پہر رات کے قریب اُٹھتا ہے، ہَل جوتتا ہے اور کتنی تکالیف اُٹھاتا اور محنت کرتا ہے۔ نہ رات کو آرام کرتا ہے اور نہ دن کو۔ بلکہ جب بہت سی مشکل کے بعد فصل پک بھی جاتا ہے اُس وقت بھی اُس کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا مصائب اُٹھاتا ہے اور اپنے عیال واطفال سے علیحدگی اختیار کرکے اُسے کاٹتا ہے اور اِس کو حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے دُکھ اُٹھاتا ہے اور اِس دُنیا کے لئے جو آج ہے اور کل فنا ہو جائے گی مارامارا پھرتا ہے اور مُصیبت پر مُصیبت اور دُکھ پر دُکھ اُٹھاتا ہے تو کیا پھر دین ہی ایسی چیز ہے جو محض پھونک مارنے سے حاصل ہو جاتا ہے اور اِس میں کسی امتحان، آزمائش اور محنت کی ضرورت نہیں؟''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 444)

اب اِن تمام ارشادات کو صبر اور عبادات کے حوالے سے رمضان اور اِس کے روزوں پر اطلاق کریں تو رُوحانی معنوں میں کسان اور کھیتی کا مفہوم اُجاگر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو الہامی طور پر ''حارث'' کہا گیا ہے جس کے معانی ہے کہ زمین کو پھاڑنے والا، ہَل چلانے والا اور کھیتی باڑی کرنے والا۔ یہ سب رُوحانی اور دینی معنوں میں ہے اور اگر ہم اِن معنوں کے ذَیل میں رمضان میں صبر برداشت کرتے ہوئے، پورے انہماک سے عبادات بجالاتے ہوئے اپنی رُوحانی زمین کو پھاڑیں، اُس میں ہَل چلائیں، اعمالِ صالحہ کا پانی دیں تو ہم ایک نومولود بچے کی طرح گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف ہوسکتے ہیں اور صبر بھی ایک عبادت ہے کے معانی کھُل کر سامنے آسکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ صبر اور رمضان کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی تعلیم دی ہے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ اور پھر رمضان میں تو خاص طور پر اُس مومن کو جو نیک اعمال بجا لارہا ہے اور صبر کا مظاہرہ کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جنت کی بشارت دے رہے ہیں۔ اس لئے اس تربیتی مہینے میں تو خاص طور پر ہر احمدی کو دعاؤں، استغفار، نوافل اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کو اپنے قریب تر لانے کی کوشش کرنی چاہئے اور ایسے ہی اعمال کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے عمل کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (الدھر:13) اور ان کے نیکیوں پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جنت اور ریشم عطا کیا جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2008ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''صبر کے مختلف معنی لغات میں درج ہیں۔ مثلاً صبر یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور کوشش سے بُرائیوں سے بچنا۔ ایک مومن اور ایک احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس دنیاوی دور میں جب ہر طرف سے شیطانی حملے ہو رہے ہیں اور بُرائیاں ہر کونے پر منہ کھولے کھڑی ہیں ان بُرائیوں سے بچنے کے لئے جہاد کرے۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ پھر صبر کا مطلب ہے کہ نیکی پر ثابت قدم رہے۔ یہ نہیں کہ وقتی نیکی ہو اور جب کہیں دنیا کا لالچ اور بدی کی ترغیب نظر آئے تو نیکی کو بھول جاؤ۔ اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف ہمیشہ توجہ رہے۔ ان اعمالِ صالحہ کی قرآنِ کریم میں تلاش کی ضرورت ہے۔ پھر صبر یہ ہے کہ ہر صورت میں اپنے معاملات خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرنا۔ ہر مشکل میں، ہر پریشانی میں، ہر تکلیف میں خدا تعالیٰ کے سامنے معاملہ پیش کرنا۔ کسی بھی بات میں کوئی جزع فزع نہیں۔ پس صبر کی یہ حالتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی۔ روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ دنیا کی کروڑوں کی جو دولت ہے اُس کے مقابلے میں ایک مومن کا ایک پاؤنڈ، ایک ڈالر، ایک روپیہ جو ہے وہ وہ کام دکھائے گا جو دنیا کو حیران کردے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 نومبر 2013ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ایک صابر اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے مومن کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں۔ پھر ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبر اور دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں بہنے والا قطرۂ خون اور رات کے وقت

نفل پڑھتے ہوئے خشیت باری تعالیٰ کے نتیجہ میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے۔ یعنی انسان کی مشکلات کے وقت غم کی جو حالت ہوتی ہے اس پر جب انسان صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ صبر بے انتہا پسند آتا ہے اور فرمایا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو غصہ کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں ہے جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں انسان پیتا ہے۔ غصہ کرنے والا گھونٹ نہیں، غصہ دبانے والا گھونٹ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 141 کتاب الزھد)۔ بہت سے مواقع آتے ہیں انسان غصہ دباتا ہے، صبر کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 مئی 2017ء)

اللہ ہمیں رمضان میں صبر اور عبادت کے اِس مفہوم کو سامنے رکھ کر رمضان گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

✡✡✡✡